تقریر

تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7منٹ

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْعَظِیْمُ

(تقریر نمبر 14)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ (الواقعہ:75)

پس اپنے ربِّ عظیم کے نام کے ساتھ تسبیح کر۔

لوگو! سنو! کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادتِ قدرت نما نہیں

(درثمین)

سامعین! آج خاکسار کی تقریر کا عنوان اللہ تعالیٰ کا ایک اور صفاتی نام "**اَلْعَظِیْمُ**" ہے۔**اَلْعَظِیْمُ** کا مطلب ہے۔بہت بڑا، عظمت والا، بے مثال جلال کا مالک۔اردو لغات میں عظیم الشان، عظیم القدر اور عظیم الجثّہ جیسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جن کے معانی بڑی شان و شکوہ والا، بڑے رتبے والا اور بڑے قدر و قامت والے کے ہیں۔

اَلْعَظِیْمُ ایسی ذات کو کہا جاتا ہے جو اپنی ذات، صفات، بادشاہی اور اقتدار میں مطلق بڑائی، جلال اور برتری رکھتی ہو۔اُس کی عظمت کے سامنے ساری مخلوق کی ہستی اور عقلیں ہیچ اور عاجز ہوں۔**اَلْعَظِیْمُ** کا مادہ "عظم" ہے، جس کے بنیادی معنی بڑائی (کبر) اور قوّت کے ہیں۔الجوہری اور ابن فارس نے یہی بات بیان کی ہے۔عربی زبان میں "عظمت" اور "عظیم" کا بنیادی مفہوم قدر و منزلت کی بلندی، شان و شوکت اور سلطنت کی وسعت ہے۔ علماء وضاحت کرتے ہیں کہ اللہ کے حق میں "**اَلْعَظِیْمُ**" کا مطلب شان اور اقتدار کی عظمت ہے۔اس سے جسم یا اجزا کا بڑا ہونا مراد نہیں، کیونکہ جسم اور اجزا مخلوق کی صفات ہیں اور اللہ ان سے پاک ہے۔امام ابن جریر طبری کے مطابق "**اَلْعَظِیْمُ**" وہ ذات ہے جس کی تعظیم اُس کی تمام مخلوقات کرتی ہیں اور جس کے لیے صفتِ عظمت ثابت ہے۔امام ابن قیّم نے بیان کیا ہے کہ "**اَلْعَظِیْمُ**" ایک جامع نام ہے۔یہ کسی ایک صفت پر نہیں بلکہ اللہ کی بہت سی صفاتِ کمال پر دلالت کرتا ہے۔

قرآنِ عظیم میں "**عَظِیْمٌ**" کا لفظ 85 بار اَور "**عَظِیْماً**" کا لفظ 22 بار استعمال فرمایا ہے۔جن میں اپنے اسم، ربّ، عرش، فضل کے ساتھ تو استعمال ہوا ہی ہے۔اِس کے علاوہ اجر، فوز، عذاب، یوم کے ساتھ کثرت سے مستعمل ہے۔اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجر آیت 88 میں قرآن کو اَلْقُرْآنَ الْعَظِیْم یعنی بہت بڑی عظمت والا قرآن کہہ کر پکارا ہے۔ اِسی طرح سورۃ الصّٰفّٰت آیت 108 میں وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ کے الفاظ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔الغرض جہاں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک مؤمن کو اُس کے نیک کاموں کی وجہ سے اجر اور کامیابی کا ذکر فرمایا ہے۔وہاں بھی **عَظِیْمٌ** کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور جہاں انسان کی غلطیوں کی وجہ سے عذاب دینے کا ذکر ہے وہاں بھی بڑے عذاب سے ڈرایا ہے۔یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی چیز کا ذکر اللہ تعالیٰ کی عظمت کے ساتھ بیان ہو تو اُس سے اللہ کی عظمت و مرتبہ میں فرق نہیں پڑتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُس چیز کے ذکر کے ساتھ اُس چیز کا مرتبہ مزید بلند ہو جاتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب کوئی شخص رکوع کرے تو اپنے رکوع میں تین بار **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ** (پاک ہے میرا ربّ جو بہت عظمت والا ہے) کہے تو اس کا رکوع پورا ہو گیا اور یہ سب سے کم تعداد ہے۔"

(سنن ابن ماجه كتاب إقامة الصلاة والسنة)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورۃ الواقعہ کی آیت "فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ" نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسے اپنی نمازوں میں پڑھو۔"

(سنن ابی داؤد:869)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی تکلیف یا پریشانی میں ہوتے تو یہ دعا فرماتے:

"لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ"

یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت بڑا اور بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمین کا ربّ اور عرشِ عظیم کا ربّ ہے۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

آیت الکرسی ، جو قرآن کی سب سے عظیم آیت مانی جاتی ہے، کے آخر میں ارشاد ہے وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ۔ اس میں اللہ کی صفتِ علوّ اور صفتِ عظمت ایک ساتھ بیان ہوئی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

" وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَعُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ یعنی خدا کی کرسی کے اندر تمام زمین و آسمان سمائے ہوئے ہیں اور وہ اُن سب کو اٹھائے ہوئے ہے۔ ان کے اٹھانے سے وہ تھکتا نہیں ہے اور وہ نہایت بلند ہے کوئی عقل اس کی کنہ تک پہنچ نہیں سکتی اور نہایت بڑا ہے اس کی عظمت کے آگے سب چیزیں ہیچ ہیں۔ یہ ہے ذکر کرسی کا اور یہ محض ایک استعارہ ہے جس سے یہ جتلانا منظور ہے کہ زمین و آسمان سب خدا کے تصرّف میں ہیں اور ان سب سے اس کا مقام دور تر ہے اور اس کی عظمت ناپیدا کنار ہے۔"

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 118 حاشیہ)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" آیۃ الکرسی کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی جو دو صفات بیان کی گئی ہیں یعنی عَلِیّ۔ انتہائی بلند شان والا اور اس سے بلند کسی کی شان نہیں ہے۔ وہی زمین و آسمان کا مالک ہے اور وہ عظیم ہے۔ اس کی عظمت اور بڑائی اور بلند شان کا وہ مقام ہے جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اس کی بلند شان ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ کوئی چیز اس کے دائرے اور احاطے سے باہر نہیں ہے۔ عَلِیّ ہونا یہ اس کی بلند شان ہے اور عظیم ہونا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کی عظمت اور بڑائی اور بلند شان کا مقام ہے جس تک کوئی پہنچ نہیں سکتا۔ یہ عظیم ہونے کے معنی ہیں اور عظیم ہونے کے یہ بھی معنی ہیں کہ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ کوئی چیز اس کے دائرے اور احاطے سے باہر نہیں ہے۔ یہ ہے اس کی عظمت اور بلندی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2 فروری 2018ء)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ (الحاقہ:34)

یقیناً وہ عظمتوں والے اللہ پر ایمان نہیں لاتا تھا۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (البقرہ:256)

اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر ممتد ہے اور ان دونوں کی حفاظت اُسے تھکاتی نہیں اور وہ بہت بلند شان (اور) بڑی عظمت والا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" اب ایک ہی اعتراض رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ مانا خدا کو علم کے لئے اور مدد کے لئے کسی کی ضرورت نہیں مگر شان و شوکت بھی تو کوئی چیز ہے اس کے اظہار کے لئے ہی اس نے درباری مقرّر کئے ہوں گے۔ اس اعتراض کو وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ کہہ کر ردّ فرما دیا۔ یعنی وہ بہت بڑا ہے اور کوئی چیز نہیں جو اس کے ساتھ مل کر اس کے رتبہ کو بڑھا سکے۔ جو چیز خدا کے ساتھ ملے گی اس کا اپنا ہی رتبہ بڑھے گا نہ کہ خدا کا۔ پس یہ خیال کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے شان و شوکت کے لئے درباری مقرّر کئے ہوں گے ٹھیک نہیں۔ وہ بہت بلند اور بڑی شان رکھنے والا ہے۔

عَلِیٌّ میں اُس کی رفعت اور بلندی کی طرف اور عظیم میں اس کی طاقتوں کی وسعت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہ وہ خدا ہے جو اسلام پیش کرتا ہے۔ اگر ایسے خدا کے ہوتے ہوئے کوئی کسی اور طرف جائے تو کتنے بڑے افسوس کی بات ہے اگر کسی شخص کو نہایت عمدہ کھانا ملے اور وہ اسے چھوڑ کر نجاست کی طرف دوڑے۔ اگر کسی شخص کو عمدہ کپڑا ملے اور وہ اسے چھوڑ کر میلی کچیلی لنگوٹی باندھ لے تو بتاؤ کیا وہ دانا اور عقلمند کہلانے کے قابل ہو گا؟ نہیں اور ہر گز نہیں۔ دانا وہی ہے جو بہتر چیز کو پسند کرے۔ پس اللہ تعالیٰ سے بہتر اور کوئی نہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 442 آن لائن ایڈیشن)

آیۃ الکرسی کے علاوہ بھی ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی عظمت کو یاد کرنے کے لیے اس کے نام "**اَلْعَظِیْمُ**" کے ساتھ دعائیں سکھائیں جیسے کہ

حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (التوبہ:129)

کہ مجھے اللہ ہی کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے اس پر بھروسہ کیا، اور وہی عرش عظیم کا رب ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اس دعا میں رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

"رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ کے ایک معنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر دو جہان کے مالک کے بھی کئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر دو جہان سے اپنے تقدس اور اپنی بزرگی کے لحاظ سے اس بلند مقام پر ہے کہ جہاں سے ہر دو جہان اس کی نظر کے نیچے ہیں اور وہ علّامُ الغیوب ہے، کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے پس وہ ہستی جس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں اس پر میرا توکّل ہے وہ جو مالک ہے اور قادر ہے اور پیار کرنے والا ہے اور اتنی نعماء دینے والا کہ جن کا کوئی شمار نہیں۔ اس پر میرا توکّل ہے حَسْبِیَ اللّٰہُ وہ خدا میرے لئے کافی ہے۔ مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔ تمہارے ساتھ میرا تعلق شفقت کا ہے، تمہارے ساتھ میرا تعلق اس پریشانی کا ہے کہ تم گناہ میں ملوّث ہو کر خدا تعالیٰ سے دور کیوں جا رہے ہو اور اس کے غضب کو کیوں بلا رہے ہو۔ اس کے غضب کو کیوں دعوت دے رہے ہو۔ اگر تم انسان کے علاوہ دوسری مخلوق ہو تو تمہارے ساتھ میرا تعلق یہ ہے کہ جس غرض کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے اس غرض کے لئے تمہارا استعمال ہو اور اگر انسان ہو تو تمہارے ساتھ میرا تعلق یہ ہے کہ مَیں تمہیں اس خدائے واحد و یگانہ کی طرف دعوت دوں کہ جو ہر انسان کے لئے وہی اکیلا کافی ہے اور اگر مؤمن ہو تو تمہارے ساتھ میرا تعلق مبشر ہونے کے لحاظ سے عظیم بشارتیں تم تک پہنچانے کا ہے اور تم سے محبت کرنے کا ہے اور تم پر کرم کرنے کا ہے لیکن تم پر توکّل کرنے کا میرا تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ خدا میرے لئے کافی ہے اور اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی پر میرا توکّل ہے اور اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں نہ کسی اور نے پیدا کیا اور نہ کسی میں یہ طاقت ہے کہ وہ انسان کی قوتوں اور استعدادوں کو سمجھ سکے اور ان کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے، اسے پیدا کر سکے یا مہیا کر سکے اور خدا کی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اُسی پر توکّل کرتے ہوئے مَیں اس کی طرف جھکتا ہوں اور اسی سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ان وعدوں کے مطابق اور ان بشارتوں کے مطابق سلوک کرے گا جو مجھ سے کی گئی ہیں۔"

(انوار الفرقان جلد 2 صفحہ 257)

اللہ تعالیٰ عظیم ہے اور اُس کی عظمت کو پہچاننے سے ایک مؤمن انسان میں عاجزی اور انکسار پیدا ہوتی ہے۔ نماز کے رکوع میں جھکنا اور **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ** کہنا اللہ تعالیٰ کی عظمت کا عملی اقرار ہے۔ ایک مؤمن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت، اس کا خوف اور محبت رکھے، زبان سے اس کی حمد، ثنا اور تسبیح کرے اور اُس کے ہر حکم کی تعمیل کرے۔

اللہ کی عظمت کو مانے بغیر توحید کامل نہیں ہو سکتی۔ جب انسان اللہ کو سب سے بڑا مانتا ہے، تو وہ شرک سے بچتا ہے۔ جب انسان اللہ کی عظمت کو سمجھتا ہے، تو اس کی عبادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دعا میں خلوص پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس انسان کو گناہوں سے روکتا ہے اور نیکیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ جب انسان جانتا ہے کہ اللہ سب سے بڑا اور قادر مطلق ہے، تو وہ ہر مشکل میں اسی پر بھروسہ کرتا ہے اور اللہ کی عظمت کا علم انسان کو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور اس کی حمد کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ اللہ کی عظمت کا شعور انسان کے اندر سے خودی، غرور اور تکبر کو ختم کرتا ہے۔ اللہ کی عظمت کا عقیدہ عدل، انصاف، عاجزی، انکساری اور دوسروں کو حقیر نہ سمجھنے کی تعلیم دیتا ہے۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”یہ وہ عظیم خدا ہے جس کی عظمت کا کوئی کنارہ نہیں ہے اور جس کی حدود لامحدود ہیں۔ اس نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اس کی کوئی حد نہیں ہے اور ہر چیز اس کے احاطے میں ہے۔ ہر چیز کو اس نے گھیرا ہوا ہے۔ پس جب انسان کو ان باتوں کی سمجھ ہو گی اور یہ سمجھ کر انسان آیات پڑھے تو تبھی اللہ تعالیٰ کی آغوش میں آ سکتا ہے۔ اس کی حفاظت میں آ جاتا ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر انسان اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی اور بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کرنی چاہئے اور جب یہ حقوق ادا ہو رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ بھی پھر حفاظت فرماتا چلا جاتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2 فروری 2018ء)

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)